نحنُ انصاراللہ

اکتوبر 2025ء، ربیع الثانی 1447ھ، اخاء 1404ھش

www.nahnuansarullah.ca

نگران
عبدالحمید وڑائچ صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ نائب صدر صفِ دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا
ڈاکٹر حمید احمد مرزا۔معتز القزق

معاونین،
کاشف بن ارشد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا ، مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا
نثار اے شمس ڈاکٹر محی الدین مرزا، ظفر ندیم، منصور چغتائی

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر1: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ہر بڑا فرد جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے

15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں

بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں

چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ)

100 دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

100 دفعہ روزانہ

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورود اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)

Photo by Just shot on Unsplash.com

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر
editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800 : رابطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

قال اللہ عزّ وجل 1

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم 2

کلام المہدی علیہ السلام 3

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام 4

”وہ شخص جس کے ہاتھ پر دیانتداری سے بیعت کی ہو، اُس کے خطبہ پر ضرور ہی عمل کرنا چاہیے۔“
حضرت مصلح موعودؓ 5

اختتامی خطاب بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ برطانیہ 2025
فرمودہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 6

زاویۃ العرب 12

قال اللہ عزّ وجل

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۳﴾

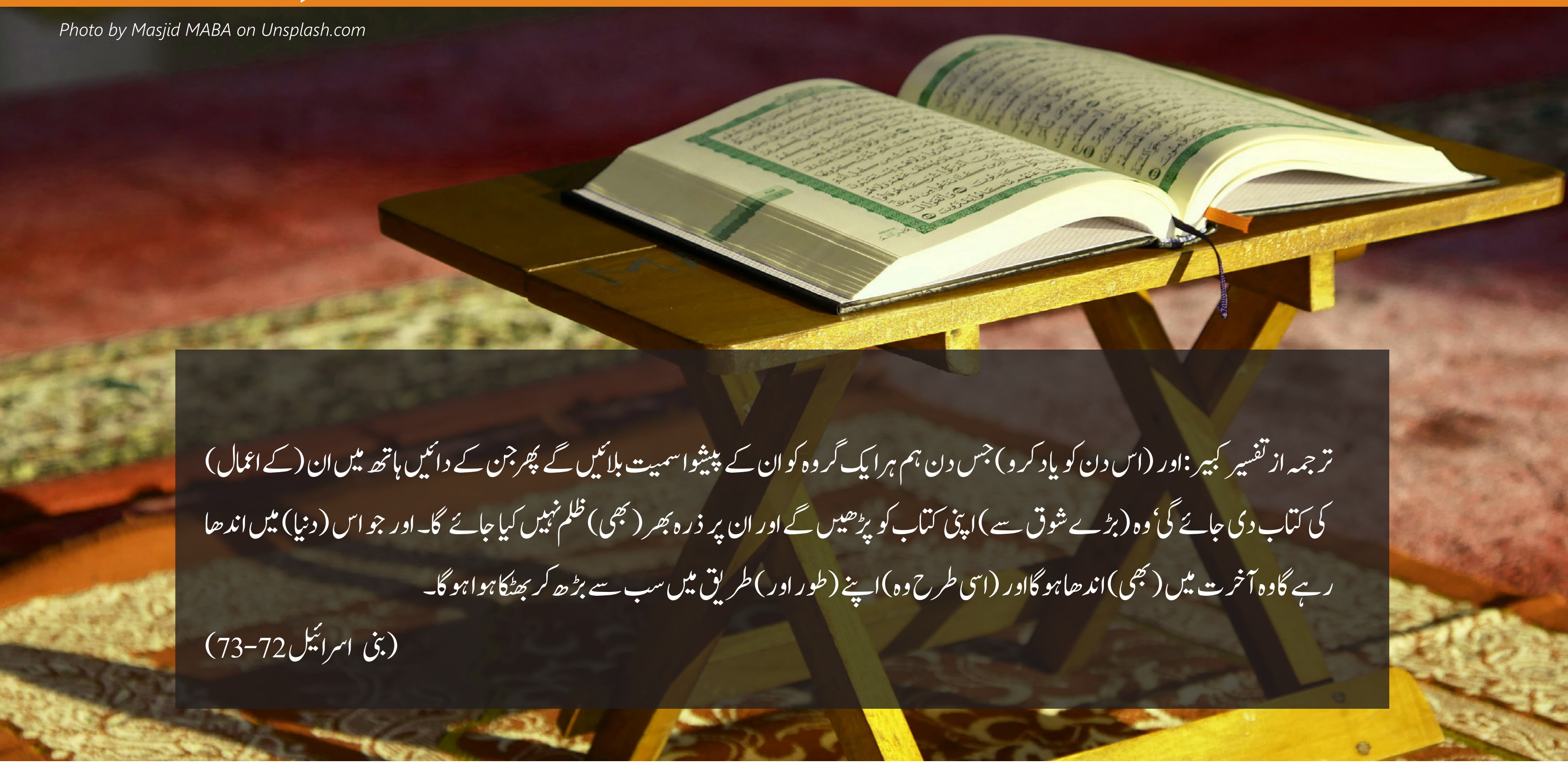

Photo by Masjid MABA on Unsplash.com

ترجمہ از تفسیر کبیر: اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر ایک گروہ کو ان کے پیشوا سمیت بلائیں گے پھر جن کے دائیں ہاتھ میں ان (کے اعمال) کی کتاب دی جائے گی، وہ (بڑے شوق سے) اپنی کتاب کو پڑھیں گے اور ان پر ذرہ بھر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو اس (دنیا) میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں (بھی) اندھا ہوگا اور (اسی طرح وہ) اپنے (طور اور) طریق میں سب سے بڑھ کر بھٹکا ہوا ہوگا۔

(بنی اسرائیل 72-73)

تفسیر: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”میں اس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے اور اُس کو واحد لاشریک سمجھے اور خدا اُس کو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی جڑھ معرفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا یا اس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس نے خدا کے رسولوں کو شناخت نہیں کیا اُس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اُس کے رسول ہیں۔ ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پس یہ کسی قسم کی نجات ہے کہ ایک شخص دنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب اور منکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اُس کو آنکھیں نہ بخشیں اور دل نہ دیا اور وہ اندھا ہی رہا اور اندھا ہی مر گیا اور پھر نجات بھی پا گیا۔ یہ عجیب نجات ہے! اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اُس کو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اُس کو علم عطا کرتا ہے۔ صدہا آدمی ہمارے سلسلہ میں ایسے ہوں گے کہ وہ محض خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات وسیع الرحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اس کی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے۔ اور جو شخص اُس کی طرف جلدی سے چلتا ہے تو وہ اُس کی طرف دوڑتا آتا ہے اور نابینا کی آنکھیں کھولتا ہے۔ پھر کیوں کر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اُس کی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اُس کو وحدہ لاشریک سمجھا اور اس سے محبت کی اور اس کے اولیاء میں داخل ہوا۔ پھر خدا نے اُس کو نابینا رکھا اور ایسا اندھا رہا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کر سکا۔ اسی کی مؤید یہ حدیث ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ 151)

قال الرسول صلى الله عليه وسلم

عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِلاَلٍ، اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا فَقَالَ ” اِنِّي رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيلَ عِنْدَ رَاْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ يَقُولُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اضْرِبْ لَهُ مَثَلاً . فَقَالَ اسْمَعْ سَمِعَتْ اُذُنُكَ وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُكَ اِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ اُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنَى فِيهَا بَيْتًا ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً ثُمَّ بَعَثَ رَسُولاً يَدْعُو النَّاسَ اِلَى طَعَامِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ اَجَابَ الرَّسُولَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُ الإِسْلاَمُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ وَاَنْتَ يَا مُحَمَّدُ رَسُولٌ فَمَنْ اَجَابَكَ دَخَلَ الإِسْلاَمَ وَمَنْ دَخَلَ الإِسْلاَمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَكَلَ مَا فِيهَا “ .

(جامع الترمذی کتاب الأمثال عن رسول الله صلی الله علیه وسلم باب نمبر (76)باب مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الله لِعِبَادِهِ)

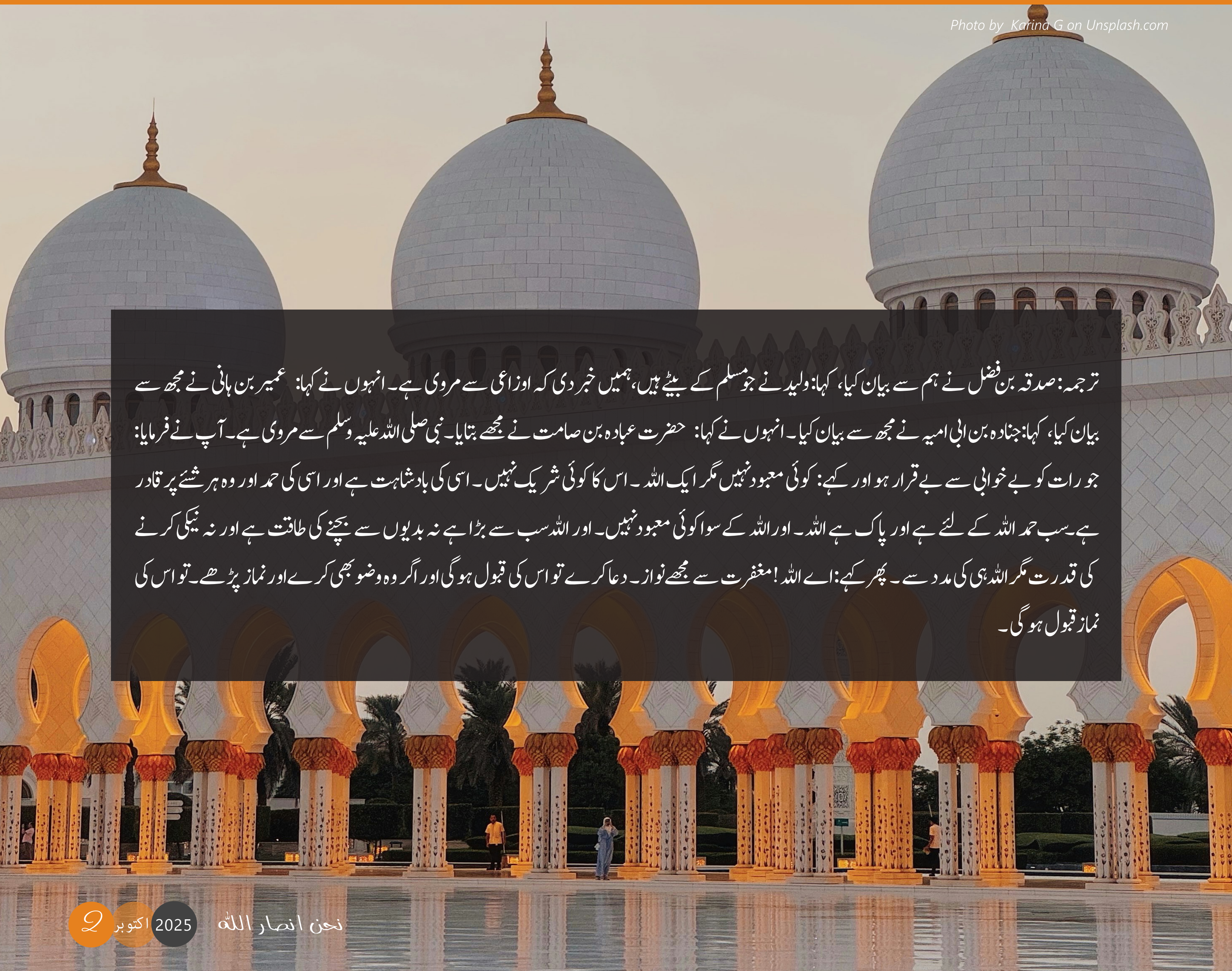

Photo by Karina G on Unsplash.com

ترجمہ: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا، کہا: ولید نے جو مسلم کے بیٹے ہیں، ہمیں خبر دی کہ اوزاعی سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: عمیر بن ہانی نے مجھ سے بیان کیا، کہا: جنادہ بن ابی امیہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت عبادہ بن صامت نے مجھے بتایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: جو رات کو بے خوابی سے بے قرار ہو اور کہے: کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی حمد اور وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے اور پاک ہے اللہ۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے نہ بدیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قدرت مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ پھر کہے: اے اللہ! مغفرت سے مجھے نواز۔ دعا کرے تو اس کی قبول ہو گی اور اگر وہ وضو بھی کرے اور نماز پڑھے۔ تو اس کی نماز قبول ہو گی۔

کلام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آخر کار مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو، تم گالیاں سُن کر چُپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے، گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یہ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت امن جُو ہے۔ اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر و برداشت نہ ہوتی تو پھر ان میں اور ان کے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا؟ ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں۔ یہی گھر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مقدمہ کیا تھا؟ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تھا اور یہ سخت ایذا دینے والے دشمن تھے مگر میں نے کہا کہ میں اظہار نہیں دوں گا۔ کیا اس وقت میں نے سلطان احمد کی رعایت کی تھی یا اُن کی؟ اور اُن کی دشمنیوں کا خیال رکھا یا ان کے ساتھ نیکی کی؟ یہ ایک ہی بات نہیں۔ جب جب ان کو میری مدد کی ضرورت ہوئی مَیں نے اُن کو مدد دی ہے اور دیتا رہتا ہوں۔ جب ان کو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو مَیں نے کبھی سلوک یا دوا دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم ان سے سلوک کرتے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں، تم اُن کی بدسلوکیوں کو خدا پر چھوڑ دو۔ وہ خوب جانتا ہے اور اچھا بدلہ دینے والا ہے۔ مَیں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا تعالیٰ سے دُعا کرو..... مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے تمہیں اُن تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو اُن سے بہت دکھ اُٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں اُن کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پُل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پُھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہیے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔..... لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہمیں مارا اور مسجد سے نکال دیا۔ مَیں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو تو میری جماعت میں سے نہیں۔ تم کیا چیز ہو! صحابہؓ کی حالت کہ اُن کے کس قدر خون گرائے گئے۔ پس تمہارے لیے اُسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 130 تا 132)

فارسی منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

غریق ورطه بحر محبت
نه بر مہرش نظر باشد نه برکیں
بحرِ عشق کے بھنور میں غرق ہونے والے کو نہ اُس کی محبت پر نظر ہوتی ہے نہ غصہ پر

بگوش عاشق از لبہائے دلدار
چناں نفریں عزیز آید که تحسیں
دلبر کے ہونٹوں سے عاشق کے کانوں میں ملامت بھی ویسی ہی پسندیدہ ہے جیسے کہ شاباش

چناں رویش خوش افتد از سر عشق
که قربان می کند بروے دل و دیں
عشق کی وجہ سے محبوب کا چہرہ اتنا دلپسند ہوتا ہے کہ وہ اس پر اپنا دل اور دین قربان کر ڈالتا ہے

شب و روزش به دلبر کار باشد
دل و جانش شود آن یار شیریں
دن رات اُسے دلبر سے ہی کام رہتا ہے اور وہ پیارا دوست اُس کا دل اور جان بن جاتا ہے

ہر که ذوق کلام یافته است
راز این ره تمام یافته است
جس کو ذوق گفتار نصیب ہو گیا اُس نے عشق کے راستہ کا سارا راز معلوم کر لیا

بسوزد ہر چه غیر یار باشد
ہمیں این عشق را رسم است و آئیں
جو بھی یار کے سوا ہو عاشق سب کو جلا دیتا ہے اس عشق کی یہی رسم ہے اور یہی طریقہ

(الحکم 17-15اکتوبر 1901ء)

’’وہ شخص جس کے ہاتھ پر دیانتداری سے بیعت کی ہو، اُس کے خطبہ پر ضرور ہی عمل کرنا چاہیے۔‘‘

(قیادت تربیت مجلس انصار اللہ کینیڈا)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

’’بعض لوگ بہت شور مچایا کرتے ہیں کہ ہماری روحانیت ترقی نہیں کرتی۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ عملاً وہی کچھ نہیں کرتے جو اُن کے دل میں ہوتا ہے۔ اسلام کا حکم ہے صبر کرو، وہ دل سے تو اُسے مانتے ہیں لیکن جب موقع آئے تو صبر نہیں کرتے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کو معلم بنانا نہیں چاہتے، اس لیے وہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہیں اُس سے آگے ترقی نہیں کر سکتے بلکہ بعض اوقات گر جاتے ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے بعض لوگ آپ پر ایمان تو لے آئے لیکن انہیں معلّم نہیں بناتے۔ اگر آپ خود غور کریں کہ اس مہینے میں ہی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کون سی نئی بات سیکھی ہے تو بہت سے ایسے نکلیں گے جنہیں معلوم ہوجائے گا کہ کئی سال سے اُنہوں نے کوئی نئی بات نہیں سیکھی۔ دراصل سچا معلّم وہی ہوسکتا ہے جو ہر آن رہبری کرے اور ہر وقت رستہ دکھلائے۔ دنیا میں ہی دیکھ لو جو عزت تمہارے دل میں تمہارے موجودہ اُستاد کی ہے اتنی اس کی نہیں جو کسی گذشتہ زمانہ میں تھا۔ پس حقیقی معلم وُہی کہلا سکتا ہے جو ہر وقت کا استاد ہو۔ اس لیے اگر ہم محمد رسول اللہ ﷺ سے ہر وقت کچھ نہ کچھ سیکھتے ہیں تو وہ معلّم ہیں ورنہ نہیں۔ نہ سیکھنے کے یہ معنے ہوں گے کہ یا تو آپؐ کی تعلیم ختم ہوگئی ہے یا ہم نے آپؐ کو معلّم ماننا چھوڑ دیا ہے۔ یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے اور اسی طرح خلافت کا حال ہے۔ اگر خلیفہ کے وعظ کو سن کر صرف سبحان اللہ اور واہ واہ ہی کر دیا اور اس پر عمل نہ کیا تو وہ معلّم کیسا ہوا۔ اگر اسے معلم کہتے ہو تو اس کے وعظ کو شاگرد کی طرح سنو اور اس پر عمل کرو۔ اول تو ہر خطیب ہی معلّم ہے مگر وہ شخص جس کے ہاتھ پر دیانتداری سے بیعت کی ہو اُس کے خطبہ پر تو ضرور ہی عمل کرنا چاہیے لیکن اگر عمل نہیں تو یہ سب کچھ صرف عادتاً ہی ہے، ایمان نہیں اور ایسا شخص معلم ماننے کا دعویٰ کبھی نہیں کرسکتا، اس کی بیعت محض دکھاوا ہے چاہے اس کے دل میں اخلاص ہی ہو مگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ دکھاوا ہی ہے۔ پس میں بار بار توجہ دلاتا ہوں کہ اس تعلیم کو دل میں داخل کرو۔ یہ امید تو بے شک کسی کے متعلق نہیں کی جاسکتی کہ وہ سب کچھ ایک دن میں ہی سیکھ لے۔ مومن، صلحاء، خلفاء سب کی ترقی تدریجی ہی ہوتی ہے لیکن اگر یہ حالت ہو کہ سالہا سال گذر گئے اور کسی نئی بات پر عمل ہی نہ کیا تو پھر کس منہ سے یہ اقرار کیا جاسکتا ہے کہ ہم خلیفہ کو معلّم مانتے ہیں۔ کوئی طالب علم فخر سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص میرا استاد ہے مگر سال بھر میں مَیں نے اس سے ایک لفظ بھی نہیں سیکھا۔ اگر ایک بات ہی سیکھی جائے جب بھی کہا جاسکتا ہے کہ ترقی تدریجی ہوتی ہے لیکن اگر ایک بات بھی نہ ہو تو کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ہم معلّم مانتے ہیں...... پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر سننے کے ساتھ عمل کرنے کی عادت پیدا کرو۔ یہ نہیں کہ ہر بات پر یکدم عمل کرنے لگ جاؤ۔ انسان کے اندر کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں اور جب تک وہ اس مقام پر نہ پہنچ جائے وہ خدا کی مغفرت کی عام چادر کے نیچے آجاتا ہے اور اس کے پچھلے اور پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اُسی وقت یکدم ساری خوبیاں اس کے اندر پیدا ہوسکتی ہیں....‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ فروری 1930ء مطبوعہ اخبار الفضل 18/ فروری 1930ء صفحہ 7،8)

Photo by Fredrik Solli Wandem on Unsplash.com

’نحن انصار اللہ‘ کا جو نعرہ لگاتے ہیں وہ حقیقت میں ایسا نعرہ ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے والے لوگوں کا نعرہ ہے۔

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع 2025ء کے موقع پر پُرمعارف اختتامی خطاب کا خلاصہ

مورخہ 28؍ ستمبر 2025ء

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ پہلے تو مَیں یہ بتا دوں کہ آج ہمارے ساتھ کینیڈا اور برکینا فاسو کی مجالس انصار اللہ کا بھی اجتماع ہو رہا ہے اور وہ بھی براہِ راست آج یہاں شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں یعنی جماعتِ احمدیہ میں آپ یعنی انصار وہ لوگ ہیں، جو اپنی عمر، سوچوں اور تجربے کے لحاظ سے انتہائی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ اِس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ جماعت کے لیے آپ کو ایک رول ماڈل اور نمونہ ہونا چاہیے۔

پس غور کریں کہ کیا آپ وہ نمونہ ہیں، جنہوں نے بیعت کے حقیقی معیاروں کو حاصل کر لیا ہے، یا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو یہ بڑی قابلِ فکر بات ہے۔ کیونکہ آپ کے نمونے دیکھ کر ہی اگلی نسلوں نے اپنی اصلاح کرنی ہے یا اپنی کمزوریوں کو دیکھنا ہے۔

پس یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انصار پر ہے اور اِس کی بنیادی شرط تقویٰ ہے۔

اگر ہم میں تقویٰ ہو، تو ہم بہت ساری بیماریوں سے بچنے والے بھی ہوں گے اور اُس بیعت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں گے، جس کا عہد ہم نے حضرت مسیح موعودؑ سے جُڑنے کے بعد کیا ہے۔ اپنے عہد کو بھی نبھانے والے تبھی ہم ہوں گے۔

تقویٰ کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے، تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اُس کو کہتے ہیں کہ جس اَمر میں بدی کا شائبہ بھی ہو، اُسے بھی وہ نہ کرے۔ فرمایا: دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے، جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں، دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں مثلاً زبان ہے یا اِسی طرح کے بعض اعضاء ہیں۔ اگر چھوٹی نہر کا پانی خراب ہو اور گندا اور میلا ہو تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی بھی خراب ہو گا۔ پس اگر کسی کو دیکھو کہ اِس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے، تو سمجھو کہ اُس کا دل بھی ایسا ہی ہے، یعنی پاک نہیں ہو سکتا۔

پس یہ ہے وہ معیار تقویٰ کا، جس کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیے، اور جب ہم یہ معیار

اپنے سامنے رکھیں گے تو ہم اپنے عہدِ بیعت کو بھی نبھانے والے ہوں گے اور اِس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔

پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کس حد تک ہم اِس کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں اور جب ہم یہ کر رہے ہوں گے تو پھر ہم جیسا کہ مَیں نے کہا کہ دوسروں کے لیے ایک نمونہ یا رول ماڈل بن رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ہم سے جو بیعت لی، اِس میں بہت ساری شرائط تھیں، جن میں سے پہلی اور سب سے بڑی شرط ایک یہ تھی کہ شرک سے پرہیز کیا جائے گا۔شرک ایک ایسی چیز ہے جو بعض دفعہ شیطان ایسے راستوں سے ہمارے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس کا ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔

پس باریکی سے یہ جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کسی بھی طرح، کسی بھی قسم کے شرک میں مبتلا نہ ہوں۔

آجکل کی دنیا میں، اِس کے ماحول میں ملوث ہو کر اور دنیا کی فکروں میں ڈوب کر ہم بہت ساری ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو مخفی شرک کہلاتی ہیں۔ پس ہر ایک احمدی کو عمومی طور پر اور ہر ناصر کو خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ اِن کی عمر ایسی ہے، جہاں وہ اپنی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنی عمر کے آخری حصے میں داخل ہو رہے ہیں، جس کے بعد پھر اگلا جہان ہی ہے۔ اِس لیے ہمیشہ غور کریں کہ کیا ہم ہر طرح کے مخفی شرک سے پاک ہیں؟ کیا ہمارا ہر عمل اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے؟ کیا ہر عمل ہمارا تقویٰ پر چلنے والا ہے؟ پس یہ بنیادی چیز ہے جس کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔

پھر آپؑ نے بیعت کرنے والوں کو یہ بھی فرمایا کہ جھوٹ سے بچنا ہے۔

جھوٹ ایک بہت بڑی بُرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ یعنی پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں، وہ خالص منافق ہے، اور اگر اِس میں نفاق کی ایک خصلت بھی پائی جائے، یہاں تک کہ وہ اُسے چھوڑ دے، تو پھر ہی وہ نفاق سے پاک ہو گا۔ اور وہ چار باتیں یہ ہیں کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے، تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے، یعنی اپنی باتوں میں جھوٹ ملا رہا ہوتا ہے۔ جب معاہدہ کرتا ہے تو غداری کا مرتکب ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہت سارے لوگ خود جائزہ لیں کہ ہم کتنے معاہدے کرتے ہیں اور پھر اِن پر عمل نہیں کر رہے ہوتے، مقدمے چل رہے ہوتے ہیں۔ تیسری بات کہ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ یہ بھی جھوٹ کی قسم ہے۔ ایک تو پہلے معاہدے ہو گئے، جو تحریری معاہدے ہو رہے ہوتے ہیں، کاروباری معاہدے ہو رہے ہوتے ہیں، تجارتوں میں ہوتے ہیں یا اَور بعض معاملات میں ہوتے ہیں اور بعض وعدے انسان کر رہا ہوتا ہے جو بظاہر معمولی ہوں لیکن بہت اہم ہیں۔ دونوں ہی ایسی چیزیں ہیں جو منافقت کی طرف لے جاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے، چوتھی بات یہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اِن ساری باتوں کا تعلق جھوٹ سے ہے۔ جھوٹا انسان ہی ہے جو اِس قسم کی حرکتیں کر رہا ہوتا ہے۔ پس ہمیں باریک سے باریک باتوں میں سچائی کی تلاش کرنی چاہیے۔ باریک سے باریک رنگ میں سچائی کی تلاش کرنی چاہیے۔ پس ایک احمدی کو، ایک مومن کو، جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے، اِس کو اِس طرف خاص توجہ دینی چاہیے کہ ہمیں کس قدر جھوٹ سے نفرت کرنی چاہیے، کیونکہ یہ ہمیں شرک کے قریب لے جا رہا ہے۔

پھر بُرائیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ تب ہی تم حقیقی بیعت کرنے والے شمار ہو گے، جب بُرائیوں سے بچو گے، اور بُرائیوں میں سے ایک زنا ہے۔ اِس کے بارے میں کہ زنا کی تعریف کیا ہے، حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ زنا کے قریب مت جاؤ کہ یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جن سے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوسکتا ہو، اور اُن راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اِس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے، زنا کی راہ بہت بُری ہے یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے۔ اور تمہاری آخری منزل کے لیے سخت خطرناک ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس یہ ایک معیار ہے، جسے انصار کو حاصل کرنا چاہیے، کیونکہ ہمارے اندر کوئی بُرائی ہو گی،

انصار کی عمر کو پہنچنے والوں میں کوئی بُرائی ہو گی تو اگلی نسل میں بھی بُرائیاں پیدا ہوتی جائیں گی۔ پس انصار کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

گو ایک عمر کے بعد تو اِس طرح کے خیال نہیں آتے، لیکن چالیس سے ساٹھ سال تک کی عمر کے جو انصار ہیں وہ بعض دفعہ بعض بُرائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اِس لیے اُنہیں اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھنی چاہیے۔ اور آجکل بہت سی شکایات آتی ہیں، لوگوں کی بیویوں کی طرف سے شکایات آتی ہیں کہ انصار کی عمر کو پہنچ چکے ہیں لیکن ٹی وی پروگراموں میں یا انٹرنیٹ پر ایسے غلط پروگرام دیکھتے ہیں جو بُرائیوں کی طرف لے

جانے والے ہیں۔ جو ایک قسم کا زنا ہی ہے۔ پس اِس سے بھی بچنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے۔ اگر پانچ دس فیصد بھی ہمارے اندر ایسے لوگ ہیں، تو وہ بھی ایک بہت خطرناک نسبت ہے، جس سے ہمیں بچنا چاہیے۔

اِسی طرح بدنظری سے بچنے کا آپؑ نے فرمایا کہ بدنظری سے بھی بچنا چاہیے، یہ بھی تمہارے احمدی ہونے کے لیے ایک شرط ہے۔

پھر آپؑ نے ایک احمدی کے لیے یہ شرط بھی قرار دی کہ وہ فسق و فجور سے بچے گا اور فسق ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ آنحضرتؐ سے فسق کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ فاسق دوزخی ہے۔عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! فسّاق کون لوگ ہیں؟ اِس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو لوگ شکر گزاری نہیں کرتے، اور جب اِن پر آزمائش آتی ہے، صبر نہیں کرتے، وہ فاسق ہوتے ہیں۔ اِس میں آپؐ نے عورتوں کی مثالیں بھی دی ہیں۔ اب یہ بات عورتوں میں ہی نہیں بلکہ مرد بھی ایسے ہیں جو باتیں کرتے ہیں اور فاسق ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تنبیہ فرمائی کہ ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی۔ کیوں؟ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہے اور خدا تعالیٰ بھی اِس سے لاپرواہے۔

پھر ظلم سے بچنے کی طرف بھی آپؑ نے توجہ دلائی

کہ اگر میری بیعت میں شامل ہو رہے ہو تو ہر قسم کے ظلم سے بچو۔حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میری تمام جماعت اِس نصیحت کو توجہ سے سنے کہ وہ جو اِس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت و مریدی کا رکھتے ہیں، اِس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد، شرارت اور بد چلنی اُن کے نزدیک نہ آئے۔ وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں، جھوٹ نہ بولیں، کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں، کسی قسم کی بدی کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت، ظلم، فساد اور فتنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اب یہ بہت بڑی بات ہے کہ خیال بھی دل میں نہ لائیں۔غرض ہر ایک قسم کے معاصی، جرائم، ایسے جرائم جو ناکردنی اور ناگفتنی ہیں، جو کرنے اور کہنے کے بھی لائق نہیں، تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل، بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔

حضور انور نے اِس ارشاد کی روشنی میں توجہ دلائی کہ پس یہ ہر ایک کے لیے بہت سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہم اِس زاویے سے اور اِس گہرائی سے اپنی حالت کو درست کرنے کے لیے سوچتے ہیں؟

احمدی ہونے کے لیے خیانت سے بچنا بھی ایک شرط ہے۔

ہم احمدی ہوئے، ہم نے بیعت بھی کی، خواہ نئے آنے والے ہوں یا پُرانے، ہم بیعت کرتے ہیں اور شرائطِ بیعت کے پابند رہنے کا عہد کرتے ہیں، اِن شرائط میں بہت ساری چیزیں ہیں، جنہیں ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اِس میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ خیانت نہیں کرنی۔

فساد سے بچنا بھی ایک احمدی کے لیے ضروری ہے۔

اور آپ جو انصار کہلاتے ہیں، اِن کے لیے سب سے اوّل اِس بات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ نے اصلاح کرنی ہے۔

آپ نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم آپؑ کے انصار ہیں، یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے مددگار ہیں، اور مددگار تو وہی ہو سکتا ہے، جو اُن سب باتوں پر عمل کرنے والا ہو جس کا اُنہوں نے عہد کیا ہے کہ ہم ہمیشہ مددگار رہیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فساد سے بچنے کے لیے ایک جگہ فرمایا کہ دیکھو! مَیں اِس اَمر کے لیے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگاموں کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سُن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو، اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ۔ اور نرمی سے جواب دو۔

حضور انور نے توجہ دلائی کہ پس یہ نمونہ دکھانے کے لیے ضروری ہے کہ اِس سے سختی سے بچا جائے۔ اور اِس کے لیے ہمیں اپنے مخالفین کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے، صرف بچنا نہیں بلکہ دعا بھی ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر ایک احمدی ہونے کے لیے اور خاص طور پر آپ انصار اللہ یا اُن احمدیوں کے لیے، جنہوں نے دنیا کی تربیت کرنی ہے اور اپنی نسلوں کی تربیت کرنی ہے، یہ بہت ضروری ہے کہ

ہر قسم کی بغاوت کے طریقوں سے بچا جائے۔

کسی قسم کی بغاوت ہماری فطرت یا ہمارے کاموں میں نہیں ہونی چاہیے۔ اطاعت کا جذبہ سب سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔خواہ وہ جماعتی نظام کے اندر اطاعت کا جذبہ ہو یا حکومت کے قانون کی اطاعت کا معاملہ ہو، ہر صورت میں مکمل اطاعت ہونی چاہیے۔ حکومت کے اُن سب حکموں پر عمل کرنا جو شریعت سے ٹکراتے نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ **نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونا بھی ایک بنیادی بات ہے** جس کو ایک احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور خاص طور پر آپ جو یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسیح موعودؑ کے مددگار ہیں، ہم انصار اللہ ہیں، آپ کو تو خاص طور پر اِن باتوں

کا خیال رکھنا چاہیے کہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے، جس سے نفسانی جوشوں کا اظہار ہو۔ دیکھیں، جائزہ لیں، کیا یہ معیار آپ کے اندر قائم ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں اِس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر ایک بہت بڑی اور اہم چیز ایک احمدی کے لیے خاص طور پر یہ ہے کہ

پانچ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق ادا کرنی ہیں۔

اِس کا ہم نے وعدہ کیا ہے کہ ہم بیعت میں آئے ہیں، تو ہم یہ کریں گے۔ اور ہم جو انصار ہیں، ہم تو خاص طور پر یہ کریں گے، کیونکہ ہم نے مددگار بننے کا اعلان کیا ہے تا کہ یہ پیغام دنیا کو پہنچا سکیں اور پھیلائیں اور اپنی اور اپنی نسلوں کی تربیت بھی کر سکیں۔حضور انور نے اِس حوالے سے مزید توجہ دلائی کہ اِس طرح سے صرف پانچ نمازیں ہی نہیں بلکہ آپؑ نے فرمایا کہ تہجد کی طرف بھی توجہ دو۔

حضور انور نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ پس دیکھ لیں، جائزہ لے لیں، بعضوں سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ جی چار نمازیں پڑھتے ہیں، پانچویں نماز نہیں پڑھی جاتی، میرے سامنے آ کر بھی یہ اعتراف کرتے ہیں۔تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو نماز کو چھوڑتا ہے، وہ کفر اور شرک کے قریب ہو جاتا ہے۔

ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم نمازیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے اور رسولؐ کے اِس اِنذار کی لپیٹ میں تو نہیں آ رہے؟ پس بہت خوف کا مقام ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ہم سے کیا اُمیدیں رکھی ہیں اور آپؑ کیا ہم سے چاہتے ہیں، اِس حوالے سے آپؑ فرماتے ہیں کہ اَے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے، جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے، وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا، جو تقویٰ سے خالی ہو، ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔ پس اِس طرف ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہیے۔

نماز کے بارے میں ہمیں آپؑ نے تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کیا چیز ہے، وہ دعا ہے، جو تسبیح اور تحمید اور تقدیس اور اِستغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔سو! جب تم نماز پڑھو، تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو، کیونکہ اُن کی نماز اور اُن کا اِستغفار سب رسمیں ہیں، جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو، تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے، اور یہ ضرور پڑھنا چاہیے، اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے جو رسول اللہ ؐ کا کلام ہے، باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں الفاظِ تضرعانہ ادا کر لیا کرو تا کہ تمہارے دلوں پر اِس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ یہ عاجزی پیدا ہو گی، رقت پیدا ہو گی، تو تبھی دعاؤں کا مزا بھی آئے گا اور تبھی دعا بھی قبول ہو سکتی ہے۔

آپؑ نے نمازوں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا اور انصار اللہ کو خاص طور پر اِس طرف توجہ دینی چاہیے کہ نماز ایسی شئے ہے کہ اِس کے ذریعے سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے، نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں مَر گیا اور اُس کی روح گُداز ہو کر خدا کے آستانے پر گر پڑی ہے، جس گھر میں اِس قسم کی نماز ہو گی، وہ گھر کبھی تباہ نہیں ہو گا۔حضور انور نے تاکید فرمائی کہ پس خاص طور پر اِس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ بعض انصار بھی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ جس طرح دینی چاہیے۔

حضور انور نے اِس اَمر کا اعادہ فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ آپؑ نے نمازِ تہجد کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ میری بیعت میں آئے ہو، تو تہجد کی نماز کی طرف بھی توجہ کرو۔

اب جائزہ لیں کہ انصار اللہ کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں، کتنے لوگ ہیں، جو تہجد کی نماز پڑھتے ہیں؟ چالیس سال کے اوپر کے لوگوں کو تو خدا تعالیٰ کی یاد آنی چاہیے، اور اُنہیں کوشش کرنی چاہیے کہ تہجد پڑھیں۔

آنحضرتؐ کی حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضور انور نے تہجد کے روحانی و جسمانی فوائد کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ تہجد پڑھنے والا انسان گناہوں سے بھی رک جاتا ہے، یہ عادت نہ صرف بُرائیوں کو روکتی ہے، بلکہ اُن کو ختم بھی کر دیتی ہے۔ اور پھر انسان کو جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔ ڈاکٹر بھی آجکل اِس بات کو ثابت کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ جو صبح جلدی اُٹھتے ہیں، تہجد کے لیے اُٹھتے ہیں، اُن میں دل کے حملے کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ اور صبح کے وقت وہ نماز پڑھ کر پھر فجر کی نماز پڑھ کر جب ایکسر سائز وغیرہ کرتے ہیں، تو اِن کی صحت بہتر ہوتی ہے، عمر تو اللہ تعالیٰ نے جتنی دینی ہے انسان کو دینی ہے، لیکن کم از کم جو زندگی ہے، وہ صحت مند زندگی ہوتی ہے۔

حضور انور نے اِس بات پر زور دیا کہ پس اِس وقت کا اُٹھنا بھی ایک درد پیدا کر دیتا

ہے، جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیتِ دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔ نیکی کے راستوں پر چلنے کے لیے بھی یہ ضروری ہے۔ پس انصار اللہ بننے کے لیے ضروری ہے کہ یہ طریقہ بھی اختیار کیا جائے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اسی طرح

درود بھیجنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔

اِس طرف مَیں نے خاص طور پر بھی توجہ دلائی ہوئی ہے۔ آجکل کے جو حالات دنیا کے ہیں، اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور درود بھیجنے کی طرف خاص توجہ کریں۔ پس درود کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اِسی سے ہم اُن مشکل حالات سے بھی گزر سکتے ہیں، آجکل دنیا جن باتوں میں ڈوبی ہوئی ہے اور تباہی کی طرف جارہی ہے، اِس تباہی سے بچنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم درود پڑھیں، اور پھر دعائیں کریں، تو آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنے گا۔حضور انور نے فرمایا کہ پھر

ایک احمدی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ باقاعدگی سے استغفار کرے،

مَیں نے اِس طرف بھی کئی مہینے پہلے توجہ دلائی تھی کہ ہمیں خاص طور پر اِس طرف توجہ دینی چاہیے، درود کے ساتھ اِستغفار بھی پڑھنا چاہیے۔ اور انصار کو اِس کے لیے ایک نمونہ بننا چاہیے، بلکہ مہم چلانی چاہیے کہ نہ صرف انصار بلکہ گھروں میں بھی درود اور اِستغفار کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو۔

حضور انور نے گناہوں سے پاک ہونے کے ضمن میں اِس بات کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ پس اگر گناہ ہو بھی گئے ہوں اور انسان اِستغفار کر رہا ہو اور آئندہ عہد کرتا ہو کہ مَیں گناہ نہیں کروں گا، تو اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اور گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر

اللہ تعالیٰ کی حمد بھی ایک احمدی کے لیے بہت ضروری ہے

جس نے بیعت کا عہد کیا ہے، اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھے، آنحضرتؐ نے خاص طور پر اِس کی تاکید فرمائی ہے، آپؐ فرماتے ہیں کہ ہر اہم کام اگر خدا تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ ناقص رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو، گالیاں سنو اور شکر کرو، ناکامیاں دیکھو اور پیوندمت توڑو یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ توڑو، تم خدا کی آخری جماعت ہو، سو! وہ عمل دکھلاؤ، جو اپنے کمال میں انتہائی درجے پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا، وہ گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا، اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو! مَیں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے، اگرچہ سب اُس کی مخلوق ہے، لیکن وہ اُس شخص کو چُن لیتا ہے، جو اُس کو چُنتا ہے۔ وہ اُس کے پاس آجاتا ہے، جو اُس کے پاس جاتا ہے، جو اُس کو عزت دیتا ہے، وہ اُس کو عزت دیتا ہے، تم اپنے دلوں کو سیدھا کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اِس کے لیے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری بھی کرنی چاہیے اور اپنے ایمانوں کو قائم رکھنے لیے دعا بھی کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد بھی کرنی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر ایک احمدی کے لیے، بیعت کرنے والے کے لیے، بیعت کا حق ادا کرنے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ

وہ مخلوق کی خدمت کرے اور اُن کو تکلیفوں سے بچائے۔

صرف یہ نہیں کہ تکلیف دی نہ جائے بلکہ تکلیفوں سے بچانا ضروری ہے۔ اور مسلمانوں کو خاص طور پر تکلیفوں سے بچانا چاہیے۔ آجکل دنیا کے جو حالات ہیں، خاص طور پر مسلمان دنیا کے، یہ بھی اِس بات کا تقاضا کرتے ہیں اور اُن کی ہمدردی یہ چاہتی ہے اور بیعت کی شرط بھی یہ تقاضا کر رہی ہے کہ ہم اُن کے لیے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے۔ اور یہ جو تکلیفوں میں مبتلا ہیں، اُن کو اللہ تعالیٰ تکلیفوں سے نکالے اور یہ راستی کی طرف چلنے والے ہوں اور زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں تا کہ اِن کی دنیاوی تکلیفیں بھی ختم ہوں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور بھی وہ سرخرو ہونے والے بن جائیں۔ پس اِس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اور اِس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔حضور انور نے فرمایا کہ پھر یہ بھی ایک بہت بڑا وصف ہے، اور اِس کا ہم عہد بھی کرتے ہیں کہ

ہم عاجزی اور انکساری اپنائیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اے دوستو! اِس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بُردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں، اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کرے، تو اِس کا اختیار ہے کہ عدالت کی رُو سے چارہ جوئی کرے، مگر یہ مناسب نہیں کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کرے۔ یہ تو وہ وصیت ہے، جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی، اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں، جو اِس پر عمل نہیں

کرتا۔

حضور انور نے اِس حوالے سے توجہ دلائی کہ پس یہ بہت اہم چیز ہے۔ اور بعض لوگ تبلیغ کے بہانے مخالفین کے اعتراضوں پر جو غلط زبان استعمال کرتے ہیں، اِسی طرح کی زبان استعمال کر لیتے ہیں، جس طرح کی مخالفین کر رہے ہوتے ہیں۔ اِس سے بھی بچنا چاہیے۔ آپؑ نے اِس کی سختی سے مناہی فرمائی ہے۔ بعض لوگ جوش میں آ کر مجھے بھی لکھ دیتے ہیں کہ کیوں نہیں ہم سختی کا جواب سختی سے دیتے؟

حضور انور نے اِس بات پر زور دیا کہ ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ ہمارا تو کام ہے کہ حکمت سے، دانائی سے، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اِس کا جواب دیں۔ اور اِس طریق پر چلتے ہوئے جواب دیں اور اِس ہدایت پر چلتے ہوئے جواب دیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں فرمائی ہے۔ نہیں تو یہ کوئی تبلیغ نہیں ہے کہ گالیوں کا جواب گالیوں سے دیا جائے، ہماری طرف سے نرمی بھی ہونی چاہیے، عاجزی اور انکساری بھی ہونی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے اور کامل وفاداری

کی طرف بھی آپؑ نے توجہ دلائی، یہ بھی احمدی ہونے کے لیے ایک شرط ہے، اور وفاداری کے ساتھ جب قائم رہیں گے اور ایمان مضبوط کریں گے، تو پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے بھی وارث بنیں گے۔

انواع رنج و مصیبت، دکھ، مصائب، امتحان اور سختی کے حالات سے دلگیر نہ ہونے کے حوالے سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشاد کی روشنی میں حضور انور نے تلقین فرمائی کہ بعض لوگ جو یہاں ہیں، اُن کے رشتے داروں کو، عزیزوں کو جو پاکستان میں ہیں یا دوسری جگہوں میں ہمارے احمدی ہیں، اُن کو تکلیفیں پہنچتی ہیں، آپؑ نے فرمایا کہ اِن باتوں سے دلگیر مت ہو، اللہ تعالیٰ کے پلّو کو، دامن کو پکڑے رکھو تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں ہو گے، یہ نصیحت پاکستان والوں کے لیے بھی اور یہ نصیحت آپ کے لیے بھی ہے۔

مزید برآں حضور انور نے فرمایا کہ پس انصار اللہ کا حق ادا کرنے کے لیے اِس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے قدموں پر چلنے کے لیے پھر اِن تکلیفوں میں سے گزرنا ہی پڑتا ہے، لیکن کامل وفا اور استقامت دکھاؤ گے، تو پھر کوئی تمہیں کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اِس کا اجر دے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ اور اِس کے لیے ضرورت ہے اخلاص کی، صدق و وفا کی، نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو۔ صرف ہماری باتیں نہ رہ جائیں، ہمیں وفا دکھانی پڑے گی، جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ پھر

ہَوا و ہَوس سے باز رہنے کی طرف بھی آپؑ نے توجہ دلائی

کہ یہ بھی ایک احمدی کے لیے ایک بنیادی شرط ہے، اگر تم نے بیعت کی ہے، تو اِس بات کو بھی اپنانا ہو گا کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو رسموں اور ہَوا و ہَوس سے باز رکھو گے۔ اور قرآنِ کریم کی حکومت کُلی طور پر اپنے اوپر قبول کرو گے۔ پس ہَوا و ہَوس سے رکنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہوائے نفس سے اپنے آپ کو روکنا، یہ ہی فنافی اللہ ہے اور اِس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے اِسی جہان میں مقامِ جنت کو پہنچ سکتا ہے۔

حضور انور نے آخر پر تاکید فرمائی کہ پس یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی حالتوں کو بہتر بنائیں، ہَوا و ہَوس سے اپنے آپ کو روکیں، آجکل دنیا کی جو خواہشات ہیں، ہَوا و ہَوس ہے، ماحول ہے، اِس نے تو اب بڑوں چھوٹوں ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، اِس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ اور انصار اللہ کو اِس کے لیے بنیادی کردار ادا کرنا ہو گا۔ دنیاوی خواہشات کی طرف نہ جائیں، بلکہ دین کو ہمیشہ مقدم رکھیں اور تقویٰ کے راستوں پر چلنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم یہ کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم وہ لوگ ہو سکیں گے جو نہ صرف اپنی اصلاح کرنے والے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کی بھی اصلاح کرنے والے ہوں گے بلکہ اِس سے بڑھ کر معاشرے اور دنیا کی بھی اصلاح کرنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے اختتامی دعا سے قبل ارشاد فرمایا کہ یہ چند باتیں مَیں نے اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں، بیعت کی شرائط میں اَور بھی بہت ساری باتیں ہیں جن کو سمجھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔

انصار کو خاص طور پر اِس کا وقتاً فوقتاً مطالعہ کرتے رہنا چاہیے، جُگالی کرتے رہنا چاہیے تا کہ اُن کو اپنی نسلوں کی تربیت کرنے میں آسانی رہے۔ اللہ تعالیٰ اِس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ناصر کو صحیح ناصر بننے کی توفیق دے اور 'نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ' کا جو نعرہ لگاتے ہیں وہ حقیقت میں ایسا نعرہ ہو جو حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو پورا کرنے والے لوگوں کا نعرہ ہے اور اِس کے لیے ہر ناصر، مجلس انصار اللہ کا ہر ممبر جماعت کے لیے ایک مفید وجود بن جائے اور اپنی نسلوں کو سنبھالنے والا بھی ہو جائے تا کہ جماعت ترقی کی راہوں پر گامزن رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(الفضل انٹرنیشنل 4 اکتوبر 2025ء)

زاوية العرب

آية قرآنية " دعاء حين الوقوع في المحن وسوء الحال وضيق العيش والشِّدة وظلم الحاكم وتسلّطه..."

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ـ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ
وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ (الأنبياء 85-84)

حديث شريف "من ادعية النبي ﷺ"

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ كَانَ يَقُولُ: " اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ "

(سنن النسائي، كتاب الاستعاذة)

من كلام الامام عليه السلام "بالدعاء يتمتع الانسان بالنصر الالهي

"امارات القبول لعبادتنا تنحصر في ان نشاهد بعين القلب في اثناء الدعاء نورا ترياقيا ينزل من الله ويقضي على المواد السامّة من قلوبنا، ويَنزل علينا كشعلة ويملأنا فورا بحالة طيبة لانشراح الصدر واليقين والحب واللذة والأنس والذوق، وان لم يكن كذلك فيبقى الدعاء والعبادة مجرّد عادة وتقليد. فكل دعاء -حتى لو كان للقضاء على مشاكلنا الدنيوية- يمر من وضْعنا الايماني ومرتبة عرفاننا؛ بمعنى انه يمنحنا التقدُّم والرقي في الايمان والعرفان اولا، ويهب لنا سكينةً طيبةً وانشراحَ صدرٍ وطمأنينةً وسعادةً حقة، ثم يؤثّر في الأمور المادية التي نكرهها، ويزيل همَّنا بما يناسب الوضع. فقد ثبت من كل هذا البحث والتحقيق ان الدعاء لا يسمى دعاءً الا اذا اتسم في الحقيقة بقوة جاذبة، واستنزل من السماء فعلا نورا يزيل اضطرابنا ويرزقنا انشراح الصدر والسكينة والطمأنينة، الا ان الله الحكيم يُنزل نَصره وعَونه بعد دعائنا على وجهين.

(1) احدهما انه يدفع ذلك البلاء الذي نندفن تحته ويكاد يقضي علينا.

(2) الثاني انه يرزقنا قوة خارقة للصبر على مواجهة ذلك البلاء، بل يخلق فيه لذة ويشرح صدورنا.

فالثابت من هذين الطريقين كليهما ان الانسان يتمتع بالنصر الالهي حتمًا بالدعاء.

ومن الجدير بالذكر ان لفرضية الدعاء الذي فرضه كلام الله المقدس على المسلمين اربعة اسباب.

(1) اولها ان يتمسَّك العبد بالوحدانية برجوعه الى الله دوما وفي كل وضع، لأن الطلب من الله بمنزلة الاقرار بأن الله -سبحانه وتعالى- وحده يحقق المرادات.

(2) والثاني ان يتقوى الايمان بتقبُّل الدعاء ونيل المراد.

(3) والثالث ان يزداد الداعي علما وحكمة اذا كان فضل الله نزل بطريق آخر.

(4) والرابع انه اذا بُشر الانسان بتقبّل الدعاء في الالهام والرؤيا ثم تحقق بحسب ذلك، ان يزداد معرفةً بالله، التي تؤدي الى اليقين، واليقينُ يقود الى الحب، ويحصل بالحب الانقطاعُ عن غير الله والتخلي عن كل ذنب، وهو الثمرة الحقيقية للنجاة.

اما اذا تحققت آمال احد تلقائيا وكان بعيدا عن الله وغافلا عنه، فان تحقق جميع تلك الأمنيات تكون حسرات في نهاية المطاف، وان جميع الأهداف التي يفتخر بها الانسان تؤدي الى الأسف والحزن في آخر الأمر. ان جميع انواع الترف الدنيوي سيتحوَّل اخيرا الى الحزن وستتراءى كلُّ راحة حزنا والما. اما البصيرة والمعرفة التي يتمتع بها الانسان بالدعاء والنعمة التي ينالها عند الدعاء من الكنز السماوي فلن ينقص منها شيء ولن تزول ابدا، بل يرتقي الانسان الى الفردوس الأعلى بسلَّم الدعاء نتيجة ازدياده معرفةً بالله وحبه يوما بعد يوم. ان الصفات العليا اربع وهي امُّ الصفات وكل صفة منها تقتضي من بشريتنا امرا ما، وهذه الصفات الأربع هي: الربوبية والرحمانية والرحيمية ومالكية يوم الدين".

(ايام الصلح، صفحة: 18-16)

في رحاب التفسير (من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود احمد رضى الله عنه، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ـ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ. (العلق 17-16)

شرح الكلمات:

لَنَسْفَعًا: (اصلُه لَنَسْفَعَنْ)، وسَفَعَ الشيءَ: اَخَذَه وجَرَّه بشدّة.(الأقرب)

الناصية: قُصاصُ الشَّعرِ، اي حيث تنتهي نَبْتَتُه مِن مَقْدَمِه. وقيل الناصية: مُقدَّمُ الراسِ.(الأقرب)

التفسير:

اي لن يكون كما ترون. تظنون انكم ستقدرون على منع عبدنا من العبادة باعتباره ضعيفًا عديم الحيلة والأعوان. كلا، هذا لن يحدث ابدًا. سوف نخيّب آمالكم، ونكسر كبرياءكم وقوتكم، ونعلن اليوم انه اذا لم يرتدع من تعتبرونه مَلِكًا وسيدًا لكم عن شروره فسوف ننتقم منه ونجرّه بشدّة. كان من داب الكفار ان يبطشوا بالعبيد المسلمين اذا خرجوا للصلاة او غيرها ويجرّوهم من ارجلهم او شعر رؤوسهم بقسوة، ويقولوا لهم: لماذا تعبدون الله معرضين عن الأصنام؟ وفي زمن الفتوحات الاسلامية، كشف عن ظهره صحابيٌّ تعرّضَ لاضطهاد الكفار زمنًا طويلا، فأذهل الناس منظر ظهره، اذ كان جلده قد اصبح كجلد الجاموس، فظنوا انه مصاب بمرض، فلما سألوه عن السبب قال ضاحكا: انه ليس مرضا، بل هي آثار الظلم الذي قد صبّه عليّ كفار مكة. كنا عبيدا عندما اسلمنا وكان قانون البلد يخوّل اسيادنا ان يعاملونا كما يشاءون، فلما اصررنا على ان لا نشرك بالله احدا، ربطوا ارجلنا بالحبال وجرّونا من ارجلنا واحيانًا من شعرنا بقسوة، في الشوارع المليئة بالحجارة والحصوات غير مكترثين لمعاناتنا حتى تمزقت جلودنا، وتكرار هذه المظالم افسد جلودنا وصارت كما ترون اليوم.

(الطبقات الكبرى: في ذِكر خبّاب بن الأرت)

وكأن الله تعالى قد اشار هنا سلفًا الى الأحداث التي كان سيتعرض لها المسلمون في شوارع مكة، حيث اخبر ان الكافرين يمنعون اتباع محمد - صلى الله عليه وسلم - من العبادة فقط اليوم، وسيأتي يوم يجرّونهم فيه في شوارع مكة حتى تتمزق جلودهم، فيا محمد قُلْ لصاحب النفوذ والقوة منهم والذي يتباهى بقوته انه اذا كان يعرف كيف يجرّ المسلمين فنحن ايضا نعرف كيف نجرّه. ولسوف نجرّه بشدة من ناصيته. اذا كان هؤلاء يجرّون الناصية التي تسجد امام الله تعالى، فلماذا لا نجرّ الناصية الكاذبة الخاطئة. اذا كانت الناصية التي تعبد الله وحده يمكن ان تُجَرّ، افلا تستحق الناصية التي تخرُّ امام الأصنام ان تُجَرَّ؟

وبالفعل نرى ان الله تعالى قد عامل ابا جهل هكذا تماما، فلما انتهت معركة بدر اخذ المسلمون جثة ابي جهل من شعره والقوه في الحفرة التي أُعدّت قبرًا له، عملاً بقول الله تعالى {لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ـ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ}.(الرازي)

سيقول البعض ان جرَّ الميت من شعره عمل وحشيّ، ولكنه ليس كذلك، بل كان انتقامًا لتلك المظالم التي صُبَّت على المسلمين. والحق انه كان انتقامًا بسيطًا جدًّا، اذ كان الكافرون يجرّون المسلمين وهم احياء ويعذّبونهم تعذيبًا شديدًا، اما ابو جهل فجُرَّ ميتًا دون ان يشعر بالعذاب.

رايت ذات مرة في الرؤيا انّ قائدًا انجليزيًا جاءني وقال ما هي فتواك؟ هل جزاء القاتل القتل ام يمكن ان يعاقَب بعقوبة اخرى؟ ثم قال حين يُقتَل بعض رجالنا في منطقة "سَرْحَد" تُحرق جثثهم بوضعهم في الجص، او يقتلون بأنواع العذاب الأخرى؛ فهل يعاقب قاتلهم بالقتل ام يمكن ان يقتل بطريقة فيها تعذيب زائد.

فقلت لهم ان القرآن الكريم قد بين القاعدة القائلة: جزاءُ سيئةٍ سيئةٌ مثلها، فانما فتواي هي ان القتل بالقتل والتعذيب بالتعذيب. لا شك ان عقوبة القاتل هي القتل في الحالة العادية، ولكن لو تقرّرَ قتلُ القاتلِ بتعذيبٍ لمصلحةٍ ردعًا للأعداء من التعذيب والشرّ، فهو جائز تماما.

لا شك ان الذين لم يتدبروا ظروف ذلك العصر بجدية يقولون احيانا ان جرَّ الميت من شعره والقاءه في الحفرة عملية قاسية جدًا، ولكنهم يتناسؤن انّه لم يُجَرَّ هنا من شعره الا الميت ومرة واحدة فقط، اما الكافرون فظلّوا يجرّون المسلمين الأحياء على الحجارة سنوات وسنوات. وليس هذا فحسب بل جرّوها مرة بعد اخرى وجروحهم لا تزال غير مندملة. ثم انهم ما كانوا يجرّونهم على الحجارة فقط، بل كثيرا ما كانوا يضعون على صدورهم حجارة ثقيلة، ثم يقفون عليها ويرقصون ويقولون لهم: آمِنوا باللات والعزى. هذا هو الأمر الذي جعل الرسول - صلى الله عليه وسلم - ذات مرة يثني على بلال خيرًا حيث قال: ان الله ليفرح بقول بلال في اذانه: "اسهد الا اله الا الله" بدلاً من "اشهد الا اله الا الله". ذلك ان النبي - صلى الله عليه وسلم - لما هاجر الى المدينة اذَّن بلال - رضي الله عنه -، فضحك الذين لم يعرفوه حين قال "اسهد الا اله الا الله" بدلاً من "اشهد الا اله الا الله"، اذ كان حبشيًا ولم يستطع نطق الشين صحيحًا. فبلغ ذلك النبيَّ - صلى الله عليه وسلم - فقال: يضحك الناس على لكنة بلال، ولكن الله تعالى يفرح على عرشه حين يسمعه ينطق السين مكان الشين! ولم يكن سبب ثناء النبي صلى الله عليه وسلم - على بلال الا لأن كفار مكة كانوا يضعون على صدره حجارة كبيرة ويأمرونه ان يشهد بأن اللات ومناة والعزى آلهة حقًّا، فكان بلال لا يسكت على ذلك، بل كان يعلن من تحت الحجارة وهو في اذى شديد: "اسهد الا اله الا الله" فنطقُه الشهادة بالسين بدل الشين من تحت الحجارة جعل النبيَّ - صلى الله عليه وسلم - يقول ان الله تعالى يفرح على عرشه حين يقول بلال: "اسهد الا اله الا الله"، لأنه تعالى قد سمع منه هذا الكلام حين كان يئنّ تحت الحجارة او يُجَرّ في شوارع مكة. فكان الله تعالى لا يفرح لمجرد اذان بلال، بل بسبب نطقه من تحت الأحجار: " اسهد الا اله الا الله ". ولهذا السبب قال الرسول - صلى الله عليه وسلم -: انكم تنظرون الى السين التي ينطقها بلال اليوم، لكن الله تعالى ينظر الى السين التي كان ينطق بها وهو تحت الحجارة، ولذلك يفرح الله على عرشه بسماع صوته حين يقول في اذانه: "اسهد الا اله الا الله".

كيف يمكن لمن يأخذ هذه الظروف في الحسبان ان يتجاسر على القول ان القاء المسلمين جثة ابي جهل في الحفرة آخذين اياه من شعر راسه ظلمٌ ووحشية؟! ارى ان المؤرخين الذين يتهمون الرسول - صلى الله عليه وسلم - بالوحشية لا يفكرون في الأمر الواقع، ولو انهم تصوروا تلك المظالم واضعين آباءهم وازواجهم واولادهم مكان المسلمين فلن يعتبروا ايّ فعل للرسول - صلى الله عليه وسلم - ظلمًا، بل سيضطرون للقول انه - صلى الله عليه وسلم - قد عاملهم بغاية اللطف. انظروا كيف ارتكب الأوروبيون ابشع الجرائم بعضهم ضد بعض في الحرب العالمية الثانية، وكيف انتقموا من اعدائهم بظلم ووحشية، وذلك رغم انّ اهل هذا العصر يظنون انهم قد بلغوا ذروة التمدّن والتحضّر. اما المسلمون فلم يظلموا احدا، وانما القوا بعض الجثث في الحفرة آخذين اياها من نواصيها يوم بدر، وهم القوم الذين آذوهم في شوارع مكة على رمال محرقة وحجارة صلبة لسنوات طويلة.

فالله تعالى يعلن هنا ان هؤلاء القوم يجرّون عبادنا من نواصيهم اليوم، ونحن ايضا سنجرّهم من نواصيهم في يوم من الأيام، ولكن ليس ظلمًا، بل {لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ * نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ}. سنجرّ الناصية التي هي كاذبة خاطئة. وعقاب المجرم ليس ظلمًا حتى تقولوا لماذا جُرَّ هؤلاء من نواصيهم. انهم يُجَرّون من نواصيهم لأنهم مجرمون خاطئون، ليس في الدنيا قانون يعتبر عقوبة المجرم ظلمًا".

لم تمنع الشريعة من الأخذ بالأسباب

" ثم يقول عليه السلام ايضا وهو يؤكد ضرورة الأخذ بالأسباب عند الدعاء:

الا اسمعوا، ان هذه الروح الصادقة مطلوبة للدعاء الذي قال الله تعالى عنه: "ادعوني استجب لكم". فاذا خلا التضرع والخشوع من روح الصدق فالأمر لا يعدو ترديد الكلمات كالببغاء.

وقد يقول البعض ان الأخذ بالأسباب ليس ضروريا، والحق ان هذا سوء فهمٍ منه، فان الشريعة لم تمنع من الأخذ بالأسباب. والحق يقال: اليس الدعاء سببًا من الأسباب؟ او اليست الأسباب من قبيل الدعاء؟ الواقع ان البحث عن الأسباب بحد ذاته نوع من الدعاء، وان الدعاء في حد ذاته مصدر لأسباب عظيمة! ان بنية الانسان الظاهريَّة ويديه وقدميه كلها دليل طبعي على التعاون المتبادل. وما دام هذا المشهد موجودا في الانسان نفسه، فمن المحير المدهش ان يصعب على المرء فهمُ معاني قوله تعالى: {تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى}.

غير اني اقول: ابحثوا عن الأسباب ايضا بواسطة الدعاء. فما دمت ادلّكم على ما اقامه الله في اجسادكم من نظام متكامل مرشد الى ضرورة التعاون المتبادل، فلا ادري كيف يمكنكم انكاره. لقد اقام الله تعالى في الدنيا نظام ارسال الأنبياء عليهم السلام توضيحًا وتبيانا لأهمية ضرورة الأخذ بالأسباب اكثرَ. كان الله ولا يزال قادرا على انه لو شاء لما ترك انبياءه عليهم السلام بحاجة الى ايّ عون من الناس، ومع ذلك يأتي عليهم وقت يضطرون فيه للقول: {مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ}. فهل تظنون ان نداءهم هذا يكون على غرار المتسولين العاجزين السائلين كسرة خبز؟ كلا، بل ان نداءهم: "مَنْ انصاري الى الله" يتّسم بالعظمة. الحق انهم يريدون ان يعلّموا الناس ضرورة الأخذ بالأسباب. ان الأخذ بالأسباب الدنيوية ضروري لهم، وهو شعبةٌ من شعب الدعاء، والا فانهم يؤمنون بالله ايمانا كاملا ويوقنون بوعوده يقينا تاما، ويعلمون ان وعد الله {إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا} وعدٌ يقيني ومبرم. يا ترى، كيف ينصرهم احد اذا لم يُلقِ الله في قلبه فكرةَ نصرتهم؟ فالأنبياء ايضا بحاجة الى الأسباب، ولكنهم ينيبون الى الله تعالى، فيهيّئ لهم الأسباب، حيث يلقي في قلوب الناس ويهيئ لهم كثيرا من السلاطين الناصرين الذين يعينونهم على انجاز مهامهم ".

(مقتبس من خطبة الجمعة الذي القاها امير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور احمد ايده الله تعالى بنصرة العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود والامام المهدي عليه السلام، بتاريخ 2021/4/16م)

إعلان هام

"وثيقة البيعة باللغة العربية"

يمكنكم الحصول على وثيقة البيعة باللغة العربية من خلال موقعنا الرسمي، ولمن يرغب بالانضمام الى الجماعة الاسلامية الأحمدية يمكنه ملء الاستمارة وارسالها من خلال الرابط:

https://www.islamahmadiyya.net/baiat.asp